

اعمال میں جلدی نہیں کرتے۔ دوسرے کے ایسے گناہ کو بہت بڑا سمجھتے ہیں جس سے بڑے گناہ کو خود اپنے لئے چھوٹا خیال کرتے ہیں، اور اپنی ایسی اطاعت کو زیادہ سمجھتے ہیں جسے دوسرے سے کم سمجھتے ہیں، لہذا وہ لوگوں پر معترض ہوتے ہیں اور اپنے نفس کی چکنی چپڑی باتوں سے تعریف کرتے ہیں۔

دو تہندوں کے ساتھ طرب و نشاط میں مشغول رہنا انہیں غریبوں کے ساتھ محفل ذکر میں شرکت سے زیادہ پسند ہے۔ اپنے حق میں دوسرے کے خلاف حکم لگاتے ہیں، لیکن کبھی یہ نہیں کرتے کہ دوسرے کے حق میں اپنے خلاف حکم لگائیں۔ اوروں کو ہدایت کرتے ہیں اور اپنے کو گمراہی کی راہ پر لگاتے ہیں۔ وہ اطاعت لیتے ہیں اور خود نافرمانی کرتے ہیں، اور حق پورا پورا وصول کر لیتے ہیں مگر خود ادا نہیں کرتے۔ وہ اپنے پروردگار کو نظر انداز کر کے مخلوق سے خوف کھاتے ہیں اور مخلوقات کے بارے میں اپنے پروردگار سے نہیں ڈرتے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ: اگر اس کتاب میں صرف ایک یہی کلام ہوتا تو کامیاب موعظ اور مؤثر حکمت اور چشم بینا رکھنے والے کیلئے بصیرت اور نظر و فکر کرنے والے کیلئے عبرت کے اعتبار سے بہت کافی تھا۔

(۱۵۱)

ہر شخص کا ایک انجام ہے۔ اب خواہ وہ شیریں ہو یا تلخ۔

(۱۵۲)

ہر آنے والے کیلئے پلٹنا ہے اور جب پلٹ گیا تو جیسے کبھی تھا ہی نہیں۔

(۱۵۳)

صبر کرنے والا ظفر و کامرانی سے محروم نہیں ہوتا۔ چاہے اس میں طویل زمانہ لگ جائے۔

يَسْتَعْظُمُ مِنْ مَعْصِيَةِ غَيْرِهِ مَا يَسْتَقِلُّ أَكْثَرَ مِنْهُ مِنْ نَفْسِهِ، وَ يَسْتَكْثِرُ مِنْ طَاعَتِهِ مَا يَحْقُرُهُ مِنْ طَاعَةِ غَيْرِهِ. فَهُوَ عَلَى النَّاسِ طَاعِنٌ، وَ لِنَفْسِهِ مُدَاهِنٌ.

اللَّهُوَ مَعَ الْأَغْنِيَاءِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الذِّكْرِ مَعَ الْفُقَرَاءِ، يَحْكُمُ عَلَى غَيْرِهِ لِنَفْسِهِ وَ لَا يَحْكُمُ عَلَيْهَا لِغَيْرِهِ، يُرْشِدُ غَيْرَهُ وَ يُغْوِي نَفْسَهُ، فَهُوَ يُطَاعُ وَ يَعْصَى، وَ يَسْتَوْفِي وَ لَا يُوفِي، وَ يَخْشَى الْخَلْقَ فِي غَيْرِ رَبِّهِ، وَ لَا يَخْشَى رَبَّهُ فِي خَلْقِهِ.

وَ لَوْ لَمْ يَكُنْ فِي هَذَا الْكِتَابِ إِلَّا هَذَا الْكَلَامُ لَكَفَى بِهِ مَوْعِظَةً نَاجِعَةً، وَ حِكْمَةً بَالِغَةً، وَ بَصِيرَةً لِمُبْصِرٍ، وَ عِبْرَةً لِنَاطِرٍ مُفَكِّرٍ.

(۱۵۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِكُلِّ امْرِئٍ عَاقِبَةٌ حُلُوةٌ أَوْ مُرَّةٌ.

(۱۵۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِكُلِّ مُقْبِلٍ إِدْبَارٌ، وَ مَا أَدْبَرَ كَانَ لَمْ يَكُنْ.

(۱۵۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يَعْذَمُ الصَّبُورُ الظَّفَرَ، وَ إِنْ طَالَ بِهِ الزَّمَانُ.

(۱۵۳)

کسی جماعت کے فعل پر رضامند ہونے والا ایسا ہے جیسے اس کے کام میں شریک ہو، اور غلط کام میں شریک ہونے والے پر دو گناہ ہیں: ایک اس پر عمل کرنے کا اور ایک اس پر رضامند ہونے کا۔

(۱۵۵)

عہد و پیمان کی ذمہ داریوں کو ان سے وابستہ کرو جو میٹوں کے ایسے (مضبوط) ہوں۔

(۱۵۶)

تم پر اطاعت بھی لازم ہے ان کی جن سے ناواقف رہنے کی بھی تمہیں معافی نہیں۔

(۱۵۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الرَّاضِي بِفِعْلِ قَوْمٍ كَالدَّخِلِ فِيهِ مَعَهُمْ، وَ عَلَى كُلِّ دَاخِلٍ فِي بَاطِلٍ اِثْمَانٍ: اِثْمُ الْعَمَلِ بِهِ، وَ اِثْمُ الرِّضَى بِهِ.

(۱۵۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِعْتَصِمُوا بِالذِّمَمِ فِيْ اَوْتَادِهَا.

(۱۵۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَلَيْكُمْ بِطَاعَةِ مَنْ لَا تُعَذَّرُونَ بِجَهَائِلِهِ.

خداوند عالم نے اپنے عدل و رحمت سے جس طرح دین کی طرف رہبری و رہنمائی کرنے کیلئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری کیا اسی طرح سلسلہ نبوت کے ختم ہونے کے بعد دین کو تبدیل و تحریف سے محفوظ رکھنے کیلئے امامت کا نفاذ کیا تاکہ ہر امام اپنے اپنے دور میں تعلیمات الہیہ کو خواہش پرستی کی زد سے بچا کر اسلام کے صحیح احکام کی رہنمائی کرتا رہے۔ اور جس طرح شریعت کے مبلغ کی معرفت واجب ہے اسی طرح شریعت کے محافظ کی بھی معرفت ضروری ہے اور جاہل کو اس میں معذور نہیں قرار دیا جاسکتا۔ کیونکہ منصب امامت پر صدہا ایسے دلائل و شواہد موجود ہیں جن سے کسی با بصیرت کیلئے گنجائش انکار نہیں ہو سکتی چنانچہ پیغمبر اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ مَاتَ وَ لَمْ يَعْرِفْ اِمَامًا زَمَانِهِ مَاتَ مَيِّتَةً جَاهِلِيَّةً.

جو شخص اپنے دور حیات کے امام کو نہ پہچانے اور دنیا سے اٹھ جائے، اس کی موت کفر و ضلالت کی موت ہے۔

ابن ابی الحدید نے بھی اس ذات سے کہ جس سے ناواقفیت و جہالت عذر مسموع نہیں بن سکتی حضرت کی ذات کو مراد لیا ہے اور ان کی اطاعت کا اعتراف اور منکر امامت کے غیر ناجی ہونے کا اقرار کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ:

مَنْ جَهِلَ اِمَامَةً عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَ اَنْكَرَ صَحَّتْهَا وَ لَزُمَهَا، فَهُوَ عِنْدَ اَصْحَابِنَا مُحَلَّدٌ فِي النَّارِ، لَا يَنْفَعُهُ صَوْمٌ وَ لَا صَلَاةٌ، لِاَنَّ الْمَعْرِفَةَ بِذَلِكَ مِنَ الْاَصْوَالِ الْكُلِّيَّةِ الَّتِي هِيَ اَرْكَانُ الدِّيْنِ، وَ لِكِنَّا لَا نُسَمِّيْ مُنْكَرِ اِمَامَتِهِ كَافِرًا، بَلْ نُسَمِّيْهِ فَاسِقًا وَ خَارِجِيًّا وَ مَارِقًا وَ نَحْوَ ذَلِكَ، وَ الشَّيْعَةُ تُسَمِّيْهِ كَافِرًا، فَهَذَا هُوَ الْمَقْرَفُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ، وَ هُوَ فِي

اللَّفْظِ، لَا فِي الْمَعْنَى.

جو شخص حضرت علی علیہ السلام کی امامت سے جاہل اور اس کی صحت و لزوم کا منکر ہو، وہ ہمارے اصحاب کے نزدیک ہمیشہ کیلئے جہنمی ہے۔ نہ اسے نماز فائدہ دے سکتی ہے، نہ روزہ۔ کیونکہ معرفت امامت ان بنیادی اصولوں میں شمار ہوتی ہے جو دین کے مسلمہ ارکان ہیں۔ البتہ ہم آپ کی امامت کے منکر کو کافر کے نام سے نہیں پکارتے، بلکہ اسے فاسق، خارجی اور بے دین وغیرہ کے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ اور شیعہ ایسے شخص کو کافر سے تعبیر کرتے ہیں اور یہی ہمارے اصحاب اور ان میں فرق ہے۔ مگر صرف لفظی فرق ہے، کوئی واقعی اور معنوی فرق نہیں ہے۔

(شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۱۳۱۹)

☆☆☆☆☆

(۱۵۷)

اگر تم دیکھو تو تمہیں دکھایا جا چکا ہے اور اگر تم ہدایت حاصل کرو تو تمہیں ہدایت کی جا چکی ہے اور اگر سننا چاہو تو تمہیں سنایا جا چکا ہے۔

(۱۵۸)

اپنے بھائی کو شرمندہ احسان بنا کر سرزنش کرو اور لطف و کرم کے ذریعہ سے اس کے شر کو دور کرو۔

(۱۵۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَدْ بَصَّرْتُكُمْ إِنْ أَبْصَرْتُمْ، وَقَدْ هُدَيْتُمْ إِنْ اهْتَدَيْتُمْ، وَأَسْبَعْتُمْ إِنْ اسْتَبَعْتُمْ.

(۱۵۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَاتِبْ أَخَاكَ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ، وَارْزُقْ شَرَّهٗ بِالْإِنْعَامِ عَلَيْهِ.

اگر برائی کا جواب برائی سے اور گالی کا جواب گالی سے دیا جائے تو اس سے دشمنی و نزاع کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور اگر برائی سے پیش آنے والے کے ساتھ نرمی و ملامت کا رویہ اختیار کیا جائے تو وہ بھی اپنا رویہ بدلنے پر مجبور ہو جائے گا۔ چنانچہ ایک دفعہ امام حسن علیہ السلام بازار آمدینہ میں سے گزر رہے تھے کہ ایک شامی نے آپ کی جاذب نظر شخصیت سے متاثر ہو کر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ یہ حسن ابن علی علیہما السلام ہیں۔ یہ سن کر اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور آپ کے قریب آ کر انہیں برا بھلا کہنا شروع کیا۔ مگر آپ خاموشی سے سنتے رہے۔ جب وہ چپ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ: معلوم ہوتا ہے کہ تم یہاں نو وارد ہو؟ اس نے کہا کہ: ہاں ایسا ہی ہے۔ فرمایا کہ: پھر تم میرے ساتھ چلو، میرے گھر میں ٹھہرو، اگر تمہیں کوئی حاجت ہوگی تو میں اسے پورا کروں گا اور مالی امداد کی ضرورت ہوگی تو مالی امداد بھی دوں گا۔ جب اس نے اپنی سخت و درشت باتوں کے جواب میں یہ نرم روی و خوش اخلاقی دیکھی تو شرم سے پانی پانی ہو گیا اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے عفو کا طالب ہوا، اور جب آپ سے رخصت ہوا تو روئے زمین پر ان سے زیادہ کسی اور کی قدر و منزلت اس کی نگاہ میں نہ تھی۔

اگر مردی أَحْسِنُ إِلَى هُنَّ أَسَاءَ

☆☆☆☆☆

(۱۵۹)

جو شخص بدنامی کی جگہوں پر اپنے کو لے جائے تو پھر اسے برانہ کہے
جو اس سے بدظن ہو۔

(۱۶۰)

جو اقتدار حاصل کر لیتا ہے جانبداری کرنے ہی لگتا ہے۔

(۱۶۱)

جو خود رائی سے کام لے گا وہ تباہ و برباد ہو گا، اور جو
دوسروں سے مشورہ لے گا وہ ان کی عقلوں میں شریک
ہو جائے گا۔

(۱۶۲)

جو اپنے راز کو چھپائے رہے گا اسے پورا قابو رہے گا۔

(۱۶۳)

فقیری سب سے بڑی موت ہے۔

(۱۶۴)

جو ایسے کا حق ادا کرے کہ جو اس کا حق ادا نہ کرتا ہو تو وہ اس کی
پرستش کرتا ہے۔

(۱۶۵)

خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔

(۱۶۶)

اگر کوئی شخص اپنے حق میں دیر کرے تو اس پر عیب نہیں لگایا
جا سکتا، بلکہ عیب کی بات یہ ہے کہ انسان دوسرے کے حق پر
چھاپا مارے۔

(۱۵۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ وَضَعَ نَفْسَهُ مَوَاضِعَ التُّهْمَةِ فَلَا
يَلُومَنَّ مَنْ أَسَاءَ بِهِ الظَّنَّ.

(۱۶۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ مَلَكَ اسْتَأْثَرَ.

(۱۶۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ اسْتَبَدَّ بِرَأْيِهِ هَلَكَ، وَ مَنْ
شَاوَرَ الرِّجَالَ شَارَكَهَا فِي
عُقُولِهَا.

(۱۶۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ كَتَمَ سِرَّهُ كَانَتْ الْخَيْرَةُ بِيَدِهِ.

(۱۶۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الْفَقْرُ الْمَوْتُ الْأَكْبَرُ.

(۱۶۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ قَضَى حَقَّ مَنْ لَا يَقْضِي حَقَّهُ
فَقَدْ عَبَدَهُ.

(۱۶۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ.

(۱۶۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يُعَابُ الْمَرْءُ بِتَأْخِيرِ حَقِّهِ،
إِنَّمَا يُعَابُ مَنْ أَخَذَ مَا
لَيْسَ لَهُ.